99499 ـ لوگوں نے فطرانہ جمع کروایا لیکن فقراء نہ ملنے کی وجہ سے عید کے بعد تقسیم کیا

سوال

ايك شخص اٹلى ميں مقيم ہے، اور اپنے علاقے كى مسجد كا متولى اور نگران ہے، مسجد كے كام مثلا خرچہ وغيرہ اور رمضان ميں فطرانہ جمع كرنا تا كہ مستحقين تك پہنچايا جا سكے، ليكن مستحقين كى مكمل شروط والا شخص نہيں ملا جسے وہ فطرانہ وغيرہ ديا جا سكے، اور ابھى تك اس كے پاس ہى جمع ہے، تو كيا مسجد كا نگران اسے مسجد كے خرچہ ميں جمع كر لے ؟

يہ علم ميں رہے كہ مسجد كے اخراجات كافى ہيں، يا كہ وہ اپنے ملك ميں شرعى علوم پڑھانے والے مدرسہ كو دے دے، كيونكہ مدرسہ محسنين سے چندہ جمع كر كے چلايا جا رہا ہے، اور آيا كيا ايسے كرنے ميں كوئى حرج تو نہيں، كيونكہ ا سكا بيٹا اس مدرسہ ميں پڑھتا ہے، اور كيا فطرانہ دينے والوں كے اجروثواب ميں تو كمى واقع نہيں ہو گى ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

اول:

فطرانہ نماز عيد سے قبل ادا كرنا واجب ہے؛ كيونكہ ابو داود اور ابن ماجہ ميں ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہما سے مروى ہے كہ:

" رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے روزہ دار كے ليے لغو فضول حركتوں سے پاكى اور مساكين كے ليے بطور كھانا فطرانہ فرض كيا، جس نے نماز سے قبل فطرانہ ادا كيا تو يہ فطرانہ قبول ہوگا، اور جس نے نماز عيد كے بعد ادا كيا تو يہ عام صدقات ميں سے ايك صدقہ ہے "

سنن ابو داود حديث نمبر (1609) سنن ابن ماجہ حديث نمبر (1827).

علامہ البانى رحمہ اللہ نے صحيح ابو داود ميں اسے حسن قرار ديا ہے.

ابو داود كى شرح عون المعبود ميں لكھا ہے:

" اور ظاہر يہ ہوتا ہے كہ جس نے بھى نماز عيد كے بعد فطرانہ ادا كيا تو وہ اسى طرح ہے جس نے فطرانہ ادا ہى نہ كيا ہو، اس وجہ سے كہ اس نے واجب كردہ صدقہ چھوڑا ہے.

اور اکثر علماء کرام یہ کہتے ہیں کہ: نماز عید سے قبل فطرانہ کی ادائیگی صرف مستحب ہے، اور انہوں نے بالجزم یہ کہا ہے کہ عید والے دن کے آخر تك اس کی ادائیگی ہو سکتی ہے، لیکن حدیث ان کا رد کرتی ہے.

اور رہا یہ کہ فطرانہ کی ادائیگی یوم عید سے بھی مؤخر کرنا ت واس کے متعلق ابن رسلان کہتے ہیں:

یہ بالاتفاق یہ حرام ہے، کیونکہ یہ زکاۃ ہے، تو اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا گناہ کو موجب ہوگا، جس طرح کہ نماز کو وقت نکلنے کے بعد ادا کرنا گناہ ہے " انتہی.

اس بنا پر اس امام نے جمع کردہ فطرانہ کی ادائیگی میں تاخیر کر کے غلطی کی ہے، اس کو چاہیے کہ وہ مساکین اور مستحقین کو تلاش کرتا، یا پھر کسی اور ملك اور علاقہ جہاں محتاجین تھے وہاں بھیج دیتا.

دوم:

جس نے بھی بغیر کسی عذر کے یوم عید کے بعد فطرانہ ادا کیا تو وہ گھنگار ہوگا، اس پر فطرانہ کی قضاء لازم ہے، اور مسجد کے نمازیوں کو کوئی گناہ نہیں، کیونکہ انہوں نے اسے اپنی جانب سے فطرانہ ادا کرنے کا وکیل بنایا تھا، اور اب امام کو چاہیے کہ وہ مستحقین تك فطرانہ پہنچائے، اور فطرانہ مسجد کے اخراجات میں شامل کرنا جائز نہیں.

رہا شرعی علوم کی تعلیم دینے والا مدرسہ اگر تو مدرسہ میں زیر تعلیم طلباء فقراء ہیں اور زکاۃ کے مستحق ہوں تو فطرانہ انہیں دینا جائز ہے، وگرنہ نہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور اگر وہ اس (یعنی فطرانہ کی ادائیگی) میں یوم عید کے بعد تك تاخیر کرتا ہے تو وہ گنہگار ہوگا، اور اس پر قضاء لازم ہے " انتہی.

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (2 / 458).

اور الموسوعۃ الفقھیۃ میں درج ہے:

" مالکیہ اور شافعیہ اور حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ جس نے بھی ادائیگی کی استطاعت کے باوجود فطرانہ یوم عید کے بعد تك مؤخر کیا تو وہ گنہگار ہوگا، اور اس پر قضاء لازم ہے " انتہی.

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (43 / 41).

اور مستقل فتوی کمیٹی سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

کیا فطرانہ کی ادائیگی کا وقت نماز عید سے لیکر دن کے آخر تك ہے ؟

کمیٹی کا جواب تھا:

" فطرانہ کی ادائیگی کا وقت نماز عید کے بعد شروع نہیں ہوتا، بلکہ رمضان کے آخری دن کا سورج غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے جو کہ شوال کی پہلی رات (جسے عرف عام میں چاند رات کہا جاتا ہے) ہے، اور نماز عید کے وقت پر ختم ہو جاتا ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید کی ادائیگی سے قبل فطرانہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے.

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس نے نماز عید سے قبل ادا کر دیا تو یہ فطرانہ مقبول ہے، اور جس نے نماز عید کے بعد ادا کیا تو یہ عام صدقات میں سے ایك صدقہ ہے "

اور عید سے ایك یا دو یوم قبل فطرانہ کی ادائیگی جائز ہے، اس کی دلیل ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی یہ حدیث ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارك میں فطرانہ فرض کیا......

اور اس حدیث کے آخر میں ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں:

" اور یہ فطرانہ عید سے ایك یا دو یوم قبل دیا کرتے تھے "

چنانچہ جس شخص نے بھی اس کی ادائیگی وقت میں نہ کی تو وہ گنہگار ہوگا، اور اسے اس میں تاخیر سے توبہ و استغفار کرنا ہوگی، اور اس کے ساتھ ساتھ فطرانہ بھی فقراء کو ادا کرنا ہوگا " انتہی.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (9 / 373).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

میں نے فطرانہ ادا نہیں کیونکہ عید کا اعلان اچانك ہواتھا، اور عید الفطر کے بعد مجھے یہ دریافت کرنے کی فرصت ہی نہیں ملی کہ ا ب اس سلسلہ میں مجھے کیا کرنا چاہیے، تو کیا فطرانہ مجھ سے ساقط ہو گیا ہے یا کہ ادائیگی ضروری ہے، اور اس کی حکمت کیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

فطرانہ کی ادائیگی فرض ہے، ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ فرض کیا "

تو یہ ہر مسلمان مرد و عورت بچے اور بوڑھے، آزاد و غلام پر فرض ہے، اگر فرض کیا جائے کہ عید اچانك ہوئی ہو اور آپ اسے پہلے نہیں ادا کر سکے، تو آپ اسے عید کے دن ادا کر دیں، چاہے نماز کے بعد ہی ادا کرتے، کیونکہ فرضی عبادت کا وقت جب کسی عذر کی بنا پر ختم ہو جائے تو وہ عذر زائل ہوتے ہی اس کی ادائیگی کی جائیگی.

کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کے بارہ میں فرمان ہے:

" جو شخص نماز بھول جائے، یا سویا رہے تو جب اسے یاد آئے اسی وقت اس کی ادائیگی کر لے، ا سکا کفارہ یہی ہے "

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

اور میری یاد کے لیے نماز قائم کر . طہ

اس بنا پر میرے سائل بھائی آپ کو فطرانہ کی ادائیگی اب کر دینی چاہیے " انتہی.

ماخوذ از: فتاوی الشیخ ابن عثیمین (18 / 271).

اور شیخ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" اور اگر کسی عذر مثلا بھولنے، یا پھر چاند رات کو فقراء نہ ملنے کی بنا پر فطرانہ کی ادائیگی میں تاخیر کی تو فطرانہ قبول ہوگا، چاہے اس نے اسے اپنے مال کے ساتھ واپس کر دیا، یا اسے فقیر اور محتاج کے آنے تك باقی رکھا "

اس امام مسجد کو چاہیے کہ وہ جمع کردہ فطرانہ فقراء و محتاجین کو ادا کردے، اگر اس کے علاقے میں فقراء و محتاجین نہیں ملتے تو پھر کسی اور ملك اور علاقے بھیج دے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے فطرانہ کسی اور ملك اور علاقے میں بھیجنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو ان کا جواب یہ تھا:

" اگر تو کسی ضرورت مثلا محتاج اور فقراء نہ ملنے کی صورت میں فطرانہ کسی اور علاقے میں بھیجا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اگر بغیر کسی ضرورت کے ہو کسی اور علاقہ میں فطرانہ بھیجا جائے مثلا اس علاقے میں فقراء و محتاجیں ہوں تو پھر اہل علم کے قول کے مطابق کسی اور علاقے میں فطرانہ بھیجنا جائز نہیں " انتہی.

ماخوذ از: فتاوی ابن عثیمین (18 / 318).

والله اعلم .